السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تمسک بہ قرآن وعترت

روایات کتب شیعہ کی حیثیت استناد

ایک شیعہ بھائی کے چند سوال ہیں جو مع جواب درج ذیل ہیں:

''ایک حدیث میں ہے : «اَنی ترکت فیکم ما اِن تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی» (مشکوۃ) یعنی 'کتاب اللہ اور میرے اہل بیت سے تمسک کئے رہو ہے تو گمراہ نہ ہوگے۔ (1)

دوسری ایک روایت میں حضرت علی(2) کے بارے میں ہے : «انا مدینة العلم و علی بابہا۔» علاوہ ازیں اہل بیت پاک بے مثال ہیں کیونکہ آیت تطہیر صرف انہی کے حق میں اتری ہے۔ اہل بیت کے ان فضائل کے ہوتے ہوئے آپ لوگ اہل بیت کی تفسیر، احادیث فقہ کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ اور بخاری، مسلم کی احادیث کو کیوں لیتے ہیں؟ (سائل محمد بشیر غوری بنگلہ گوگیرہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ذکر کردہ حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اہل بیت سے محبت رکھی جائے، ان کی سیرت کو اختیار کیا اور ارشادات پر عمل کیا جائے تاہم اس میں یہ لحاظ رکھا جائے کہ وہ کتاب و سنت سے متصادم ہوں نہ ہوں جیسا کہ شارحین حدیث نے لکھا ہے۔ قال السید جمال الدین اذا لم یکن مخالفا للدین (مرقاة شرح مشکوۃ ص600 ج5) یعنی اہل بیت کے اقوال سے تمسک کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت کے مخالف نہ ہوں۔ قال ابن الملک : التمسک بالکتاب عمل بما فیہ وہو الائتمار باوامر اللہ والانتہاء بہدیہم وسیر تہم (مرقاة ایضا) یعنی تمسک بالکتاب یہ ہے کہ قرآن کے تمام اوامر پر عمل کیا جائے اور نواہی سے اجتناب کیا جائے اور اہل بیت کے تمسک کا مطلب یہ ہے کہ ان کی سیرت اور طریقہ کو اختیار کیا جائے۔" الحمد للہ اہل سنت والجماعتہ ان دونوں کو ختیار کیے ہوئے ہیں۔ قرآن مجید کے کسی بھی امر یا نہی کو چیلنج کرنا ہمارے نزدیک کفر ہے اور اہل بیت کے ساتھ ادنٰی گستاخی بھی گناہ کبیرہ جانتے ہیں

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن

آئین! آئین ما است سینہ چوں آئینہ داشتن!

قرآن کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ:

البتہ شیعہ حضرات دونوں باتوں کے مخالف ہیں۔ قرآن مجید کو وہ قرآن ھی نہیں مانتے (معاذاللہ) جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا کہتے ہیں کہ (معاذاللہ) ہی محرف ھے۔ چنانچہ احتجاج طبرسی میں ہے : ولو سرحت لک کل ما اسقط وحرف وبذل مما یجری ہذا المجری لطال وظہر ما حظرہ التقیة اظہارہ (ص 128 مطبوعہ ایران) ''اگر میں سب کچھ تفصیل سے بتاؤں جو آیتیں قرآن سے خارج کر دی گئی ہیں یا جن میں تحریف اور تبدیلی کر دی گئی ہے تو بات طویل ھو جائے گی اور جس راز کے افشا کرنے سے تقیہ مانع ھے وہ ظاہر ھو جائے گا۔

قرآن میں کمی بیشی:

(عن ہشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء بہ جبریل علیہ السلام سبعة عشر الف آیة- (اصول کافی ص 671 باب النوادر

''حضرت جعفر کہتے ہیں کہ جو قرآن حضرت جبرئیل جناب نبی کریم ﷺ پر لائے تھے وہ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔''

جبکہ موجودہ قرآن 6666 آیات پر مشتمل ہے ''فصل الخطاب ص30 '' میں ہے ''شیعی علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات متواتر ہیں۔" اور تفسیر صافی کے مقدمہ میں شیعی مفسر جناب کاشی لکھتے ہیں کہ ''قرآن کچھ وہی ھے کچھ بدلا ہوا ہے اور کچھ حذف کر دیا گیا ہے۔''گویا اللہ تعالیٰ نے جو اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ کے ذریعے اس کی حفاظت کا اعلان فرمایا تھا، وہ غلط تھا یا وقت نے اسے غلط ثابت کر دیا۔ نعوذ باللہ من ذلک

اہل بیت کے بارے میں شیعوں کا طرز عمل:

یہی حال شیعوں کا اہل بیت کے ساتھ بھی ہے۔ گو ان کی محبت و عقیدت کا دم بھرتے بلکہ ٹھیکیدار بنے پھرتے ہیں، لیکن در حقیقت وہ قرآن کے ساتھ ساتھ ان کو بھی نہیں مانتے اور ان کی توہین کرتے رہتے ہیں جیسا کہ یہ حضرات

کو دختران رسول ﷺ نہیں مانتے۔ اس سے زیادہ توہین اور ہتک عزت رسول ﷺ اور کیا ہو سکتی ہے۔ ان حضرات کی کتابوں میں تو یہ تک لکھا ہے: ان علیا ، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت زینب علیہ السلام قال علی منبر کوفۃ یایہا الناس ستدعون الی شیء فسبونی (اصول کافی ص 484) یعنی "حضرت علیؑ فرماتے ہیں لوگو تمہیں میری دشنام طرازی کی دعوت دی جائے گی، پس ت ء م گالی گلوچ دے لینا۔" شاباش!

کیا جو جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا

تقیہ ہم نے کیا تھا ہمیں ثواب ملا

شیخ کشی نے بہ سند معتبر حضرت محمد باقر سے روایت کی ہے کہ "ایک روز حضرت حسنؑ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے تھے، ناگاہ ایک شیعی سوار آیا کہ اسے سفیان بن ابی یعلی کہتے تھے اس نے کہا السلام علیک یا مذل المومنین "مومنوں کو ذلیل کرنے والے تجھے سلام۔" (جلال العیون ص 228) بلکہ حضرت حسینؑ کے قاتل بھی شیعہ ہی تھے "پس بیس ہزار مرد عراقی نے امام حسینؓ کی بیعت کی جنھوں نے بیعت کی تھی انہوں نے ہی شمشیر امام حسینؑ پر کھینچی اور ہنوز (بیعت ہائے امام حسینؓ ان کی گردنوں میں تھی کہ امام حسینؓ کو شہید کیا۔ (جلال العیون ص 279 ج 1

(حضرت علیؓ کا قاتل بھی شیعہ تھا۔ جلاء العیون میں ہے کہ عبدالرحمن بن ملجم قاتل حضرت علیؑ بھی شیعہ تھا۔ (ص 199 ج ا

بدنام خارجی توہین بغض عناد میں

!پر بڑھ گئے ہیں رافضی شر و فساد میں

توہین حضرت بتولؓ:

پس جب ارادہ تزویج فاطمہؓ ہمراہ علیؓ ہوا، جناب فاطمہؓ سے پنہاں حضرت نے بیان کیا، جناب فاطمہؓ نے کہا کہ میرا آپ کو اختیار ہے، لیکن زنان قریش کہتی ہیں کہ علیؓ بزرگ شکم اور بلند دست ہے اور بند ہائے استخوان پراگندہ" ہیں، آگے سر کے بال نہیں آنکھیں بڑی اور ہمیشہ خندہ دہاں اور مفلس ہیں۔ (جلال العیون ص 130 ج 1) سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا واقعی حضرت فاطمہؓ ایسی بازاری گفتگو کی خوگر تھیں حاشا کیا اس سے بڑھ کر بھی حضرت بتولؓ کی توہین ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسی نام نہاد محبت سے خدا کی پناہ

ترا اژدھا گر بود یار غار

ازاں بہ کہ جاہل بود و غم گسار

یہ ہے اپ کے دعوے کی حقیقت کہ ہم لوگ یعنی شیعہ ثقلین (قرآن اور اہل بیت رسول ﷺ) کو ماننے والے۔

شیعی تفسیر قرآن:

رہا اہل بیت کی تفسیر۔ احادیث اور فقہ پر اعتماد کرنے کا سوال تو گزارش ھے کہ اگر ان بزرگوں کی تفسیر احادیث اور فقہ صحیح اسناد کی ساتھ ھم تک پہنچ گئی ہوتیں تو ہمارے لیئے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی؟ مگر معاف کیا جائے اس گزارش کرنے پر کہ حضرات صحابہؓ سے بغض نے "راویان اہل بیت" کو کچھ اس طرح گرمایا کہ انہوں نے فضائل اصحاب ثلاثہ اور مناقبت دیگر صحابہؓ ص کا انکار کرنے کے لیے قرآن پاک کو غیر مکمل محرف اور مبدل قرار دے دیا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ جیسا کہ "اصول کافی، فصل الخطاب"۔ احتجاج طبرسی صافی سے ہم چار حوالے پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ جب قرآن ہی آپ کے نزدیک غیر محفوظ ہے تو پھر اس کی تفسیر کے موجود ہونے کا دعویٰ کیسا؟

احادیث شیعہ:

شیعہ کتب حدیث کو جب دیکھا جاتا ہے تو.... ان کتب کے اندر تناقضات اور تضادات کے علاوہ ان کے راویان حضرات بھی ماشاء اللہ تقریباً سب ہی مناکیر، مجاہیل، کذاب، وضاع ہی دیکھنے میں آتے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی بحوالہ کتب شیعہ ضعفاء اور مجاہیل شیعی راویوں کے ناموں کی کھیپ بیان فرماتے ہیں:

فہؤلاء کلہم مجاہیل مع جماعۃ اُخری لاتکاد تحصی وقد روی عنہم شیوخہم کعلی بن ابراہیم وابنہ ابراہیم ومحمد بن یعقوب الکلینی وابن بابویہ واَبی جعفر الطوسی وشیخ اَبی عبداللہ الملقب بالمفید فی صحاحہم التی اَوجب العمل بما فیہا مجتہدوہم وزعموا انہا (توجب العلم القطعی، نص علی ذلک المرتضی والطوسی والحلی (تحفہ اثنا عشریہ ص 223

حاصل ترجمہ یہ کہ تمام راوی مع اپنے ساتھیوں کے جو بے شمار ہیں، سب کے سب مجہول ہیں، لیکن ابو جعفر طوسی اور مفید ایسے شیعی مصنفوں نے اپنی ان صحاح میں جن شیعہ مجتہدین کے نزدیک عمل کرنا واجب ہے کئی راویوں کی احادیث کو جمع کیا ہے جیسا کی مرتضیٰ اور طوسی وغیرہ نے تصریح کی ہے۔"

ائمہ اہل بیت حرام، حلال میں مختار:

دو روایتیں بطور نمونہ ملاحظہ فرمالی جائیں علامہ حسین قمی نوادر میں ایک حدیث لائے ہیں:

عن محمد بن سنان قال: کنت عند اَبی جعفر الثانی علیہ السلام فاَجریت اختلاف الشیعۃ، فقال: یا محمد ان اللہ تبارک وتعالی لم یزل متفردا بوحدانیتہ ثم خلق محمدا وعلیا وفاطمۃ، والحسن والحسین فمکثوا اَلف دہر، فخلق جمیع الاشیاء، فاَشہدہم خلقہا

(وأجری طاعتهم علیها وفوض أمورها إلیهم، فهم یحلون ما یشا ون. (تحفہ اثنا عشریہ ص 338

پہلے اللہ تعالیٰ واحد تھا، پھر حضرت محمد ﷺ علیؑ، فاطمہؓ، حسنؓ و حسینؓ کو پیدا فرمایا، پھر ایک ہزار زمانہ توقف کیا پھر ان کے سامنے دوسری چیزوں کو پیدا فرمایا اور ان لوگوں پر ان کی اطاعت فرض فرمائی اور مخلوق کے کام ان کے سپرد کر دیئے جو چاہیں ان پر حلال کریں اور جو چاہیں حرام کریں۔

غور کے قابل :

یہ بات ہے کہ اس کو حدیث کہا جا سکتا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ اہل بیت کی طرف اس کو منسوب کرنا حد درجہ نادانی ہے، کیونکہ حلال و حرام کا اختیار تو از خود صاحب وحی رسول اللہ ﷺ کو حاصل نہیں ہے، چہ جائیکہ کسی امتی کو یہ اختیار سونپ دیا جائے۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (سورہ تحریم) میں اس قانون کو بیان فرمایا گیا ہے۔ کیا ایسی حدیثیں کبھی قابل اخذ و تمسک ہو سکتی ہیں؟ ہر گز نہیں۔

!شیعان علی کا معراج

(ان علیا کان علی ناقة من نوق الجنة وبیده لوآء الحمد وحوله شیعته. (تحفہ اثنا عشریہ ص 340

''سفر معراج میں حضرت علیؑ جنت کی ایک اونٹنی پر سوار تھے اور ان کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا تھا اور ان کے شیعہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔''

سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر تمام شیعوں کو معراج کی سعادت حاصل ہوئی تھی تو پھر حضرت محمد ﷺ کی کیا خصوصیت ہوئی؟

فقہ اہل بیت :

ساتھ ہی فقہ اہل بیت کا بھی ایک نمونہ دیکھتے چلیں تاکہ خوب اندازہ ہو سکے۔

(عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال النظر الی عورة من لیس علم مثل نظر الی عورة الحمار : (فروع کافی جلد2

''امام صادق نے فرمایا کہ غیر مسلم مرد یا عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھنا ایسا ہے جیسا کہ گدھے کی شرم گاہ طرف دیکھ لیا۔''

(حالت حیض میں وطی دبر، منکوحہ و مملوکہ اور چھوکری عاریتی، وقف اور امانت عورت متعہ سب کے ساتھ جائز ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص 528 باب مسائل نکاح

متعہ دوریہ جائز ہے۔ محقق ان کے کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں سے ثابت ہے۔ لا یجوز الاکارہ۔ صورت اس وجہ کی ہے کہ ایک گروہ ایک عورت سے متعہ کریں اور دوسرے کی باری ٹھرائیں اور ہر ایک اس سے جماع کرے۔ ((3) (تحفہ اثنا عشریہ ص 530)

سبحان اللہ کیسی پاکیزہ فقہ ہے؟ شیعی فقہ اس قسم کے "لطیفوں" سے بھری پڑی ہے۔ حوالہ جات عندالطلب پیش کر دیئے جا سکتے ہیں۔

تحقیق حدیث مدینتہ العلم :

رہا حضرت علیؑ کے اعلم ہونے حدیث انا مدینتہ العلم وعلی بابها سے استدلال! تو جہاں تک حضرت علیؑ کی حلالت علمی کا تعلق ہے وہ مسلم ہے، لیکن اس حدیث سے دوسرے صحابہ کرامؓ کے علم پر بلڈوزر پھیرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ علاوہ ازیں یہ روایت بجائے خود کسی کام کی نہیں، اتنی سخت ضعیف ہے کہ حافظ ابن الجوزی (وغیرہ نے اس کو موضوع لکھا ہے۔ منہاج السنہ ص 138 ج 4

امام بخاری کہتے ہیں : انه منکر ولیس له وجه صحیح (یہ کسی طریقے سے بھی صحیح ثابت نہیں) یحییٰ بن معین کہتی ہیں : لا اصل له (اس کی کوئی اصل نہیں ہے) ابن دقیق العید کہتے ہیں ہذا الحدیث لم یثبتوه (اہل حدیث کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں) امام نووی، امام ذہبی، امام الدین جزری اور شمس الدین جزری نے بھی اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے (منہاج السنہ) حضرت امام ابن تیمیہ نے بھی اس کے موضوع ہونے کی صراحت کی ہے (تحفہ اثنا عشریہ ص 212 باب امامت) ''قال البخاری انه منکر، قال الترمذی انه منکر غریب، وقال الشیخ محی الدین النووی والحافظ شمس الدین الذهبی و شمس الدین الجزری انه موضوع ذکره ابن الجوزی فی الموضات.'' (تحفہ اثنا عشریہ ص 431 و 432) ب لکہ شاہ عبدالعزیز نے اس کے برعکس یہ ایک صحیح حدیث حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اعلم ہونے کے بارے میں نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

(ماصب اللہ شیئا فی صدری الاوقد صببته فی صدر ابی بکر رضی اللہ عنه. (تحفہ اثنا عشریہ ص 332

''اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں جو چیز بھی ڈالی، وہ میں نے ابو بکرؓ کے سینے ڈال دی۔''

علاوہ ازیں یہ بات ہے کہ نبی اپنی امت میں سب سے بڑا عالم ہوتا ہے اس لحاظ سے حضرت عمر اعلم امت ہیں نہ کہ حضرت علیؑ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لوکان بعدی نبی لکان عمر. اگر میرے بعد نبوت جاری ہوتی تو عمر نبی ہوتے۔ تاہم اگر اس حدیث کو کسی درجے میں قابل استدلال ٹھرا بھی لیا جائے تو اسے اس معنی میں تو لیا جا سکتا ہے کہ حضرت علیؑ بھی علم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔ اس کے یہ معنی لینا کہ صرف وہی واحد دروازہ ہیں، یکسر غلط اور واقعات کے سراسر خلاف ہے۔ اس طرح تو تمام صحابہ کرامؓ سے مروی احکام و مسائل پر خط نسخ پڑ جاتا ہے جو صحیح سندوں سے ثابت ہیں جبکہ زیر بحث روایت سند کے لحاظ سے قابل التفات ہی نہیں۔

:اہل بیت امہات المؤمنین ہیں

آیت تطہیر میں اہل البیت سے مراد صرف آنحضرت ﷺ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؓ، اور حسنؓ و حسینؓ کو مراد لینا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ آیت تطہیر کا سیاق و سباق صاف بتلا رہا ہے کہ یہ آیت ازواج مطہراتؓ کے حق میں نازل

ہوئی ہے۔ اس سے پہلے یہ الفاظ ان کنتن، تردن، فتعالین امتعکن، اسرحکن، یأت منکن، یقنت منکم، یانساء النبی لستن، ان اتقیتن. فلا تخضعن، قرن، ولا تبرجن واطعن۔ یہ تیرہ خطابات ازواج مطہرات کو ہیں، جیسا کہ یانساء النبی اور قل لازواجک روز روشن اور عیاں ہے اور پھر اس کے بعد ان احکامات کی وجہ بیان فرما دیلیذہب عنکم الرجس أہل البیت ویطہرکم تطہیرا ''(پیغمبر) گھر والو اللہ تعالیٰ اور کچھ نہیں یہ چاہتا ہے تم سے (ہر طرح کی) گندگی و ناپاکی دور کردے۔ یہاں ازواج مطہرات کو اہل بیت سے تعبیر فرمایا اور پھر اس کے بعد والی آیت میں کسی نئے خطاب کے ان کو یوں ارشاد فرمایا وَاذکُرنَ مایُتلیٰ فی بُیُوتِکُنَّ ۔

جواب نمبر2:

اہل بیت سے بیویوں کو خارج کرنا محاورے کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ عربی میں بیوی کو اھل بیت اور فارسی میں اہل خانہ اور اردو میں گھر والے کہا جاتا ہے۔

(ہم نساء النبی ﷺ لانہن فی بیتہ وہو روایۃ سعید بن مسیب عن ابن عباس وہو قول عکرمۃ ومقاتل. (تفسیر خازن ص213ج5

''اہل بیت سے مراد نبی کی بیویاں ہیں کیونکہ وہی آپ ﷺ کے اہل خانہ ہیں۔''

یہی سعید بن مسیبؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے عکرمہ اور مقاتل کا بھی یہی قول ہے۔

(والظاہر ان المراد بہ بیت الطین والخشب لا بیت القرابۃ والنسب. (تفسیر روح المعانی ص13ج22

''ظاہر ہے کہ اس سے مٹی اور لکڑیوں والا گھر مراد ہے قرابت اور نسب والا گھر نہیں۔''

اس کی تائید قرآن پاک کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جو شیعہ سنی کتب خصوصاً تفسیر صافی کے مطابق حضرت سارہؑ کے تعجب کا جواب میں اتری ہے:

قالوا أتعجبین من أمر اللہ رحمتُ اللہِ وبرکاتہُ علیکم أہل البیت إنہ حمیدٌ مجیدٌ 73 ... سورۃ ہود

''فرشتے کہنے لگے: کیا تو اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہے؟ اے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور برکت ہے۔''

اور مسلم شریف میں یہ صراحت بھی موجود ہے۔

(فقال لہ حصین ومن اہل بیتہ یا زید؟ الیس نساءہ من اہل بیتہ » (مسلم شریف ص279ج2»

یعنی ازواج مطہرات اہل بیت ہیں۔

ملحوظہ:

جن روایات میں ازواج النبی کے اہل بیت نہ ہونے کا شبہ ہوتا ہے ان کا مطلب صرف یہ ہے کہ ازواج مطہرات پر صدقہ حلال ہے اور بس۔ علاوہ ازیں حضرت عباسؓ اور ان کی اولاد کے لئے لفظ اہل بیتی حدیث میں موجود ہے۔

(اشتمل علیہم بملائہ ثم قال رب ہذا عمی وصنوابی وہولاء اہل بیتی» (بروایت ابی اسید ساعدی – بیہقی، ابن ماجہ از تحفہ اثنا عشر ص410»

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ کو بالتبع اہل بیت میں شامل کیا ہے کہ اصالتاً ورنہ تحصیل حاصل لازم آئے گی اور آنحضرت ﷺ جیسی ذات والا صفات سے ایسا کلام ممکن نہیں۔ پھر اگر تطہیر سے حضرت علیؓ اور ین کے خاندان کی ''عصمت'' ثابت کرنے کا شوق ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد ضرور کی جائے مگر ان کی ''عصمت'' کے ساتھ ساتھ اصحاب ثلاثہؓ کی عصمت پر ایمان لانا ہوگا۔ کیونکہ اس آیت سے زیادہ مفصل آیت ان قدسیوں کے حق میں نازل ہو چکی ہے پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

لاکھوں چھپایا راز محبت نہ چھپ سکا

آنکھوں نے رو کر یار سے اظہار کردیا

سوال دوم: ۔ بخاری، مسلم اور ترمذی میں الفاظ ہیں:

لایزال ہذا الدین قائما عزیزا حتی یکون فیہم اثنا عشر خلیفۃ الی یوم القیامۃ.

اس حدیث سے ہمارے بارہ امام ہی مراد ہیں کیونکہ آپ لوگ بارہ خلفاء کی تعداد میں یزید کو بھی شامل کرلیتے ہیں جو کہ خلیفہ نہیں اور معاویہ بھی خلیفہ نہیں کیونکہ آپ کی کتابوں میں ہے الخلافۃ بعدی ثلاثون عاما ثم یصیر ملکا عضوضا یہ حدیث اوپر کی حدیث کے منافی ہے اس لیئے آپ جن خلفاء کو پہلی حدیث کا مصداق بناتے ہیں۔ ان کی مدتیں تیس سال سے زائد ہے۔

جواب: ۔ پہلی حدیث مین نقل کردہ الفاظ باوجود تلاش کثیر مجھے اس وقت تک نہیں مل سکے۔ تاہم اس سے ملتے جلتے الفاظ موجود ہیں:

(عن جابر بن سمرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یقول لایزال الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلہم تجتمع علیہ الامۃ– (سنن ابی داوٗد ص588........1

(لایزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ (صحیح مسلم ص119.......2

3.......یکون من بعدیاثنا عشر أمیرا (جامع ترمذی)

ان روایات کا مفاد یہ ہے کہ قیامت تک 12 خلفاء اور امراء ہوں گے، یعنی صاحب اقتدار اور صاحب امر ہوں گے جیسے کہ ''لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ'' کی الفاظ سے واضح ہے اور شیعہ اور سنی دونوں کے مطابق خلیفہ اور حاکم میں یہ اوصاف ہونے ضروری ہیں:

مومن خالص اور نیک سیرت ہونا۔ (2) دین کی حفاظت اور صیانت کرنا۔ (3) امن قائم کرنا۔ (4) اقامت نماز۔ (5) زکوۃ اور بیت المال کا انتظام کرنا۔ (6) امر بلمعروف (1)

نہی عنا لمنکر (8) جہاد جاری رکھنا (9) ہادی ہونا (7)

صبر اور عزیمت کا حامل ہونا۔ چنانچہ پہلے تین اوصاف کا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا والی آیت (سورہ نور پ 18) میں ذکر ہے اور 4 سے لے کر 7 تک الَّذِینَ إِن مَّکَّنَّاہُم فِی الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاۃَ وَآتَوُا الزَّکَاۃَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَہَوْا عَنِ الْمُنکَرِ وَلِلَّہِ عَاقِبَۃُ الْأُمُورِ کی آیت میں بیان ہے اور وصف نمبر 8 ابعَث لَنَا مَلِکًا نُقَاتِل فِی سَبِیلِ اللَّہِ سورہ بقرہ آیت 24 میں مذکور ہے اور وصف 9، 10 وَجَعَلْنَا مِنْہُمْ أَئِمَّۃً یَہْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَکَانُوا بِآیَاتِنَا یُوقِنُونَ (سورہ سجدہ 24:) (10) میں موجود ہے۔ ان اوصاف اور شروط کے علاوہ اور بھی کافی شروط ہیں جن کی تفصیل بڑی کتابوں میں آ گئی ہے۔ خود حجرت علیؑ نہج البلاغۃ کے خطبہ 40 میں فرماتے ہیں:

(إنہ لابد للناس من أمیر برأو فاجر یعمل فی إمرتہ المؤمن ویستمتع فیہا الکافر ویبلغ اللہ فیہا الأجل وتجمع بہ الفئ، ویقاتل بہ العدو. وتأمن بہ السبل. ویؤخذ بہ للضعیف من القوي حتی یستریح بہ برویستراح من فاجر (نہجۃ البلاغۃ ص

یعنی لوگوں کے لیے اچھے یا برے امیر کا ہونا لازم ہے تاکہ اس کے دور حکومت میں مومن اطمینان سے اللہ کی عبادت میں لگا رہے اور کافر بھی فائدہ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو فتنہ فساد سے محفوظ رکھے، ان کی طبعی عمروں تک پہنچائے۔ خراج اور واجبات وصول کیے جائیں اور جہاد کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور راستے پر امن ہوں اور طاقت والے سے ضعیف کا حق واگزار کیا جائے تاکہ نیکوکار آرام حاصل کرے اور بدکار سے نجات حاصل ہو۔''

ان تصریحات کے بعد اس ازراہ نوازش شیعہ حضرات کے پسندیدہ اور تجویز کردہ ائمہ کرام میں سے کسی اسے ایک امام کا نام بتایا جائے جو تجتمع علیہ الامۃ اور حضرت علیؓ کی بیان کردہ مذکورہ بالا شروط و اوصاف کا حامل گزرا ہو بلکہ شیعہ ذاکرین حضرت علیؓ کا نام نامی اور اسم گرامی بھی پش نہیں کرسکتے۔ گو ہمارے نزدیک آپ برحق خلیفہ وراشدہ ہیں۔ ''ہَاتُوا بُرہَانَکُم إِن کُنتُم صَادِقِین''.

اس سلسلے میں اہل علم کے دو مسلمہ قائدے ذہن میں رکھے جائیں۔ ''الشیء خلا عن مقصودہ لغا جو چیز اپنے مقصود سے خالی ہوتی ہے لغو ہوتی ہے۔ الشیء اذا ثبت ثبت بلوازمہ ہر چیز جب ثابت ہوتی ہے تو وہ اپنے تمام لوازمات کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔

بنا بریں سوائے حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کے اثنا عشری حضرات کے بارہ اماموں کے دور اقتدار کی پوری حکومتی تفصیلات یعنی طرز حکومت، فتوحات، اصلاحات وغیرہ لوازمات حکومت کے ساتھ بتایا جائے کہ ان خلفاء کے زمانوں میں اقامت صلوۃ، وصولی زکوۃ، انفاذ حدود، قصاص، احتساب، جنایات، جہاد اور ایسے دوسرے اہم مسائل پر مکمل عمل درآمد ہوتا رہا یا نہیں۔

بارہ خلفاء:۔

مجوائے حدیث کلھم تجتمع علیہ الامۃ۔ (سنن ابی داؤد ص 588) اور بارہ خلفاء یہ ہیں

حضرت ابوبکر صدیقؓ (2) حضرت عمر فاروقؓ (1)

حضرت عثمان غنیؓ (4) حضرت علیؓ (3)

حضرت معاویہؓ (6) یزید بن معاویہؓ (5)

عبدالمالک بن مروان (8) ولید بن عبدالملک (7)

سلیمان بن عند الملک (10) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (9)

یزید بن عبدالملک (12) ہشام بن عبدالمالک۔ (11)

تاریخ شاہد ہے کہ یہ بارہ خلفاء اپنے اپنے دور خلافت میں پوری اسلامی دنیا کے واحد خلیفہ اور بلا شرکت غیرے امیر المؤمنین تھے۔

اور یزید بن ولید کے قتل کے بعد آج تک کوئی بھی ان جیسا خلیفہ یا حکمران نہیں گزرا جس کا اقتدار پوری اسلامی دنیا کو محیط ہو۔۔۔عربی۔۔۔۔۔

شیعی بارہ امام اس حدیث کا مصداق نہیں ہیں:

رہا یہ خیال کہ حدیث اثناء عشر امیرا سے مراد شیعہ حضرات کے بارہ امام مراد ہیں تو یہ ہرگز درست نہیں، چنانچہ امام ابن کثیر آیت وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا کے ذیل فرماتے ہیں۔ ولیس المراد بھولاء الخلفاء الاثنی عشر الائمۃ الذین یعتقد فیہم الاثنا عشریۃ من الروافض لجھلھم وقلۃ عقلھم (تفسیر ابن کثیر ص 104 ج 3) کہ "ان بارہ خلفاء سے مراد وہ بارہ امام نہیں جن کا اپنی بے علمی اور کم عقلی کی وجہ سے شیعہ حضرات اعتقاد رکھتے ہیں۔

سوال نمبر 3:۔ باغ فدک سے محرومی پر حضرت فاطمۃ الزہراء تادم مرگ ناراض رہیں۔ فغضبت حتی توفیت (بخاری) فاطمۃ بضعۃ منی من اغضبھا اغضبنی (بخاری) چنانچہ صغریٰ کبریٰ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی بھی ثابت ہوتی ہے ایسے اصحاب ثلاثہ بہشتی اور مغفور کیوں کر قرار پائے؟ یا للعجب، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ شیخین کے حق میں کہتے تھے، کاذبا خائنا خاورا۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے خود اعتراف بھی کرلیا تھا (صحیح بخاری) لہٰذا آپ کے پاس کوئی صحیح جواب ہو تو تحریر کریں۔

جواب : ۔ اولاً یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضی والی حدیث تو حضرت علیؓ کے بارے میں ہے ۔ فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا فقد اغضبنی ص 532 بخاری) پھر آپ کے درج شدہ الفاظ صحیح نہیں ہیں آپ نے فغضبت حتی توفیت کو فمن اغضبھا فقد اغضبنی کے ساتھ ملا کر غضب کر دیا ۔ آخری الفاظ تو حضرت علیؓ کے متعلق ہیںؐ پھر اس سے صغریٰ کبریٰ نکالتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو (معاذاللہ) اس کا مصداق قرار دیا ہے جو کہ سراسر ظلم ہے ثانیاً بخاری شریف میں فغضبت حتی توفیت کے ساتھ دوسرے الفاظ بھی ہیں جو یہ ہیں ۔

عن عائشۃ فقال لھما أبو بکر : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول : لا نورث ، ما ترکناہ صدقۃ ، إنما یأکل آل محمد من ھذا المال ۔ قال أبو بکر : واللہ لا أدع أمراً رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصنعہ فیہ إلا صنعتہ ۔ قال : فھجرتہ فاطمۃ علیھا السلام فلم تکلمہ حتی ماتت (بخاری شریف ص 995، 996

اس روایت میں حضرت ابو بکرؓ کی معذرت اور اس کی دلیل جس کے بعد حضرت فاطمہ کا دوبارہ مطالبہ نہ کرنا صاف طور پر ذکر ہے اور فھجرت کا معنی یہ ہے کہ پھر جناب فاطمہؓ نے جناب ابو بکرؓ سے فدک کے معاملے پر ملاقات نہیں کی اور پھر چھ ماہ کے بعد اپنے اباجی ﷺ کو جا ملیں اور بخاری کی دوسری حدیث میں وجدت کا لفظ بھی آیا ہے ۔ جس کا معنی ندامت اور حزنت ہے اس لیے اب معنی یوں ہو گا کہ حضرت صدیقؓ سے آپ نے جب معقول جواب سنا تو اپنے دعوے پر نادم ہوئیں اور غضبت کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہیں اپنے آپ پر غصہ آیا ہو ۔

جواب 2 : ۔ اغضاب اور غضب میں نمایاں فرق ہے ۔ اغضاب کا معنی بلاوجہ ناراض کرنا ہوتا ہے لیکن حضرت ابو نکر صدیقؓ نے تو حدیث ''لا نورث ، ما ترکناہ صدقۃ'' کی وجہ سے مجبوری کا اظہار فرما رہے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا یہ راست فیصلہ وما اٰتاکم الرسول فخذوہ کے عین مطابق تھا ۔

بجرم عشق تو میکشند و غوغا ئیت

تو نیز سر بام آکہ خوش تماشہ الیت

حضرت فاطمہ کی یہ ناراضگی اور رنجیدگی محض غلط فہمی کی بناء پر تھی اور اہل اللہ کی ایسی رنجیدگی جس کی بنیاد غلط فہمی پر ہو اس کا کوئی نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہوتا ۔ ورنہ حضرت ہارونؑ پر حضرت موسیٰؑ ناراض ہو گئے تھے ، تو کیا حضرت ہارونؑ مغضوب علیہ قرار پائیں گے ؟ ہرگز ہرگز نہیں ۔

جواب 3 : حضرت فاطمہؓ اور حضرت ابو بکرؓ کی صلح ہو گئی تھی جیسا کہ بہیقی نے نقل کیا ہے ۔

(روی البیھقی من طریق الشعبی أن أبا بکر عاد فاطمۃ فقال لھا علی ھذا أبو بکر یستأذن علیک قالت أتحب أن آذن لہ قال نعم فأذنت لہ فدخل علیھا فترضاھا حتی رضیت (حاشیہ بخاری شریف ص 532 ص 1

''حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو راضی کر لیا اور وہ راضی ہو گئیں ۔ ''

علاوہ ازیں حضرت ابو بکرؓ نے بقول شیعہ مصنف کے فدک بھی حضرت فاطمہؓ کو دے دیا ۔ (ملاحظہ ہو : اصول کافی ص 355) اور شیخ ابن مطہر حلی نے بھی منہاج الکرامہ میں اعتراف کیا ہے :

لما وعظت فاطمۃ ابا بکر فی فدک – کتب لھا کتابا وردھا علیھا اور حجاج السالکین میں ہے :

فقالت : واللہ تفعلن فقال واللہ لأفعلن فقالت اللھم اشھد فرضیت بذالک وأخذت العھد علیہ . (تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص 279

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حجرت فاطمہؓ کو فدک کی تحریر لکھ دی تھی ۔ (جلاء العیون اردو ص 151

حضرت علیؓ پر ناراضگی : ۔

جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے اس کے برعکس من اغضبھا فقد اغضبنی حضرت علیؓ کے حق میں وارد ہیں ۔ جیسا کہ خود شیعہ لٹریچر میں موجود ہے ۔ جلاء العیون ص 137 اور ص 62، 63 مترجم اردو کو ملاحظہ کر لیا جائے ۔ حضرت امام صادق سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ابو جہل کی بیٹی (جمیلہؓ) سے نکاح کرنا چاہا ۔ جناب فاطمہؓ ناراض ہو کر میکے چلی آئیں ، حجرت نبی ﷺ نے جناب امیر کو کہا کہ جاؤ ابو بکرؓ اور عمرؓ کو بلا لاؤ ، پس جناب امیر گئے ۔ ابو بکر و عمرؓ کو بلا لائے ، جب نزدیک رسول خدا ہوئے تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : یا علی ! تم نہیں جانتے کہ فاطمہ میرے پارہ تن ہے اور میں فاطمہؓ سے جس نے اسے ایذاء دیا اس نے مجھے ایذء دیا الخ ۔ اور بالکل یہی واقعہ ہماری کتب احادیث میں بھی موجود ہے چنانچہ ترمذی شریف میں ہے ۔

(عن عبد اللہ بن الزبیر ، أن علیاً ذکر ابنۃ أبی جھل ، فبلغ النبی ، فقال إنما فاطمۃ بضعۃ منی ، یؤذینی ما آذاھا ، و ینصبنی ما أنصبھا (ص 549 ج 2

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے روایت ھے کہ حضرت علیؓ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو جب آنحضرت ﷺ کو اطلاع پہنچی تو فرمایا کہ فاطمہؓ میرا گوشہ جگر ہے ، جو چیز فاطمہؓ کو تکلیف دہ ہے وہ مجھے بھی تکلیف دہ ہے ، جو چیز اس کیلیے بوجھ کا سبب ہے وہ میرے لیے بھی ہے ۔ (مسلم شریف ص 290 ج 2

اسی طرح شیعہ اصول کے مطابق تو صغریٰ کبریٰ جوڑ کر حضرت علیؓ کے حق میں بھی وہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے جو نتیجہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حق میں نکالنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے ۔ فرمائیے کیا آپ کے اصول کے مطابق حضرت علیؓ مغضوب علیہ ہو گئے ۔ یا للعجب ۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ۔ بحمد للہ ہمارے نزدیک لاریب حضرت علیؓ اپنے پیشرؤں کی طرح جنتی ہیں چوتھے درجہ اور چوتھے خلیفہ برحق تھے ۔

خلفاء ثلاثہ مغفور اور جنتی ہیں :

خلفاء ثلاثہؓ کے جنتی ہونے پر دلائل یہ ہیں، چند آیات ملاحظہ ہوں:

الَّذينَ ءامَنوا وَهاجَروا وَجٰهَدوا فى سَبيلِ اللَّهِ بِأَموٰلِهِم وَأَنفُسِهِم أَعظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الفائِزونَ ٢٠ يُبَشِّرُهُم رَبُّهُم بِرَحمَةٍ مِنهُ وَرِضوٰنٍ وَجَنّٰتٍ لَهُم فيها نَعيمٌ مُقيمٌ ٢١ ... سورة التوبة

''جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں مالوں کے ساتھ اور جانوں کے ساتھ، یہی لوگ اللہ کے ہاں درجے میں بڑے ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت رضامندی اور جنت کی نوید سناتا ہے اوران کےلیے اس جنت میں دائمی نعمتیں ہیں۔''

إِنَّ اللَّهَ اشتَرىٰ مِنَ المُؤمِنينَ أَنفُسَهُم وَأَموٰلَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ ١١١ ... سورة التوبة

''اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو اپنی جنت کے عوض خرید لیا ہے۔''

أُولٰئِكَ كَتَبَ فى قُلوبِهِمُ الإيمٰنَ وَأَيَّدَهُم بِروحٍ مِنهُ وَيُدخِلُهُم جَنّٰتٍ تَجرى مِن تَحتِهَا الأَنهٰرُ خٰلِدينَ فيها رَضِىَ اللَّهُ عَنهُم وَرَضوا عَنهُ أُولٰئِكَ حِزبُ اللَّهِ أَلا إِنَّ حِزبَ اللَّهِ هُمُ المُفلِحونَ ٢٢ ... سورة المجادلة

''یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے جن کے دلوں کی تختیوں میں ایمان کندہ کر دیا ہے اوران کی غائب سے تائید فرمائی ہے اورانہیں ایسی جنت میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ پر خوش ہو گئے یہی اللہ کی جماعت ہے اور خبردار اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔''

وَالسّٰبِقونَ الأَوَّلونَ مِنَ المُهٰجِرينَ وَالأَنصارِ وَالَّذينَ اتَّبَعوهُم بِإِحسٰنٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنهُم وَرَضوا عَنهُ وَأَعَدَّ لَهُم جَنّٰتٍ تَجرى تَحتَهَا الأَنهٰرُ خٰلِدينَ فيها أَبَدًا ذٰلِكَ الفَوزُ العَظيمُ ١٠٠ ... سورة التوبة
لٰكِنِ الرَّسولُ وَالَّذينَ ءامَنوا مَعَهُ جٰهَدوا بِأَموٰلِهِم وَأَنفُسِهِم وَأُولٰئِكَ لَهُمُ الخَيرٰتُ وَأُولٰئِكَ هُمُ المُفلِحونَ ٨٨ ... سورة التوبة

اور بھی ایسی بے شمار آیات قرآنیہ ہیں جن میں ان قدسیوں کے محامد و محاسن اور مناقب و فضائل کے تذکرے موجود ہیں۔ بلکہ خود شیعہ کی کتابیں بھی خلفاء ثلاثہ کے فضائل سے بھری پڑی ہیں چند حوالے نگارش کیے دیتا ہو لفروع کافی ص146 ج3۔ تفسیر حسن عسکری ص 231 تفسیر آیت غار تفسیر قمی ص 157 تفسیر آیت غار۔ کشف الغمہ 220 مطبوعہ ایران احتجاج طبرسی۔ مجمع البیان 28 آیۃ الذی بالصدق وغیرہ-

آخری بات اوراس کا جواب:

''آخر میں جو یہ لکھا ہے کہ ''حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ شیخین کو کاذب، آثم، خائن اور غادر سمجھتے تھے اور حضرت عمرؓ نے اس کا اعتراف بھی کر لیا تھا۔

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ یہ بھی کم علمی کی دلیل ہے۔ حضرت عمرؓ نے اعتراف نہیں کیا بلکہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو بطور تنبیہ ایسا فرما رہے ہیں کہ جو فیصلہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل ماترکنا صدقۃ صادر فرمایا اور میں نے اسی کو بحال رکھا، کیا تم لوگ مجھے اور حضرت ابوبکرؓ کو تعمیل ارشاد نبوی ﷺ میں کاذب، آثم، غادر اور خائن سمجھتے ہو حالانکہ خدا جانتا ہے کہ میں اپنے موقف میں صادق، بار، راشد اور متبع حق ہوں اصل الفاظ یہ ہیں۔ واللہ یعلم انی الصادق بار راشد تابع للحق (صحیح مسلم ص91 ج2)۔ یہ تو روزمرہ کا محاورہ ہے کہ جب کسی شریف آدمی کو ناکردہ گناہ میں دھر لیا جاتا ہے تو وہ بطور استفہام اور استعجاب کے ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے کسی کو چوری کا الزام دیا جائے تو وہ کہے گا کہ کیا تم مجھے چور سمجھتے ہو؟ اس کے کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ اعتراف جرم کر رہا ہے بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ میں ایسا ہرگز نہیں ہوں تو میرے متعلق تمہیں اسکا شبہ کیوں گزرتا ہے؟ فاعہم ولاتکن من المعاندین، جناب والا اسی مسلم شریف میں ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو ٹھوس جواب دے کر مطمئن کر دیا تو حضرت علیؓ نے تمام رنجش اور خلش بھلا کر بیعت کر لی تھی اصل الفاظ یہ ہیں۔

(ثم قام علی فعظم من حق ابی بکر وذکر فضیلتہ وسابقتہ ثم مضی الی ابی بکر فبایعہ. (صحیح مسلم ص92 ج2

کیا حضرت علیؓ نے کاذب، آثم اور غادر خائن کی بیعت کی تھی؟ جب وہ مل بیٹھے تھے تو آپ لوگوں کو کیوں اعتراض ہے؟ علاوہ ازیں۔ مسلم شریف ج2 ص90 پر یہی الفاظ حضرت عباسؓ سے بھی مذکور ہیں جن کا حدف حضرت علیؓ ہیں، حضرت عمر فاروقؓ کی عدالت میں حضرت عباسؓ و علیؓ دونوں پش ہوتے ہیں۔ حضرت عباسؓ ان القابات کے ساتھ حضرت علیؓ کے خلاف دعویٰ دائر کرتے ہیں''

(فقال عباس یاامیر المومنین! اقض بینی وبین ہذا الکاذب الاثم الغادر الخائن. (مسلم ص90 ج2 بروایت مالک بن انس

اب حضرت علیؓ کی طرف سے جو جواب ہوگا ہماری طرف سے حضرت فاروقؓ کے حق میں بھی قبول فرما لیا جائے۔ ہذا آخر ما اردنا فی ہذہ الساعۃ وان تعودوا تعدان شاء اللہ-

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص105

محدث فتویٰ